تحقیق مخطوطات

(مشکلات اور ان کے حل کے لئے تجاویز)

ڈاکٹر قبلہ ایاز☆

ح فروغ علم میں مخطوطات کی اہمیت اور کردار سے انکار ممکن نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ہمارے پاس اس وقت موجود علمی ورثہ ابتدائی طور پر مخطوطات ہی کی صورت میں محفوظ تھا انہی مخطوطات کی تسوید اور طباعت کے نتیجے میں مختلف علمی میدانوں میں نئے گوشوں اور جہتوں کا تعین ہوا۔ اور علوم و فنون کی ترویج و اشاعت ہوئی۔ یہ سلسلہ ایک مسلسل عمل ہے اور دنیا کے مختلف ممالک میں سرکاری و غیر سرکاری سطح پر مخطوطات کی تسوید و تحقیق ہو رہی ہے۔ یہودی بحر مردار کے الواح کی تسوید و توضیح (decipher) کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں لبنان اور شام کے دروز قبائل نے مخطوطات ہی کے ذریعے اپنے فکری ورثے کو محفوظ رکھا ہے۔ بلوچستان کے ذکری مذہب کے پیروکار بھی مخطوطات ہی کے ذریعے اپنے عقائد کی حفاظت کر رہے ہیں۔

مغربی یونیورسٹیوں میں، بالخصوص ماضی قریب میں، نایاب مخطوطات پر کام کی بڑی حوصلہ افزائی کی جاتی تھی جس کے نتیجے میں ایک قابل قدر علمی ذخیرہ ہمارے سامنے موجود ہے۔

فروغ علم کے لئے سعی و جدوجہد کے حوالے سے مسلمان کا ماضی بہت تابناک ہے۔ اس حقیقت کا اعتراف سب کرتے ہیں۔ یورپ میں ۱۴ویں اور ۱۶ویں صدیوں کے درمیان میں احیائے علوم (Renaissance) کی تحریک کا منبع مسلمان ہی تھے لیکن موجودہ دور کی صورت حال زیادہ حوصلہ افزا نہیں۔ مسلمان جہاں دوسرے میدانوں میں قوموں کی عالمی برادری میں سبقت سے محروم ہیں وہاں علمی میدان میں بھی ان کی کارکردگی شاندار نہیں۔ پاکستان کی حالت تو اس حوالے سے انتہائی مایوس کن ہے۔ یہ شاید دنیا کے ان چند ممالک میں شامل ہے جہاں فروغ علم کا مقصد نہ تو سرکاری سطح پر ترجیحات میں شامل ہے اور نہ ہی عوامی سطح پر کوئی قابل اعتناء علمی تحریک

☆ پروفیسر، شعبہ علوم سیرت، پشاور یونیورسٹی

موجود ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہمارے ہاں علم، تعلیم و تعلم، تخلیقی، تحقیق اور حقیقی درس و تدریس کا کلچر ابھی تشکیل کے ابتدائی مراحل سے بھی نہیں گزر پایا۔ یہی وجہ ہے کہ یہاں پر نہ تو عالمی سطح کے معیاری کتب خانوں کا کوئی وجود ہے اور نہ ہی ہمارے تعلیمی ادارے صحیح معنوں میں علم و تحقیق کے مراکز قرار دیئے جاسکتے ہیں۔ سنجیدہ تحقیقی علمی کاوشیں نہ ہونے کے برابر ہیں۔ جو واجبی سی تحقیقی و علمی سرگرمیاں جاری ہیں ان کے ایک معتدبہ حصے کے بارے میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ ان کا محرک علمی جستجو یا تحقیقی شغف سے زیادہ ڈاکٹریٹ کی بنیاد پر اضافی مشاہرہ اور اگلے گریڈ میں ترقی کا حصول ہے۔

علم و تحقیق کے بارے میں قومی سطح پر لاپرواہی کے اس رویے کی وجہ سے نہ تو ہمارے ہاں مخطوطات کی قدروقیمت کا کماحقہ ادراک ہے اور نہ ہی ان کے تحفظ اور ان کی تسوید اور تحقیق و طباعت کا کوئی اطمینان بخش انتظام۔ اس سلسلے میں ہمیں یورپ (بالخصوص برطانیہ) اور ترکی کے تجربات اور طریقہ کار سے استفادہ کرنے کی ضرورت ہے۔ جہاں مخطوطات کا ایک وافر ذخیرہ موجود ہے اور ان کا ایک معقول حصہ اسلامی مخطوطات پر مشتمل ہے۔ لندن میں انڈیا آفس لائبریری، آئرلینڈ کی چیسٹر بٹی لائبریری اور ترکی کی توپ کاپی میوزیم کے پاس ایک قابل قدر اسلامی علمی ورثہ محفوظ ہے۔

پاکستان میں مخطوطات کے تحفظ اوران پر علمی کام کے حوالے سے مشکلات کی وجہ سے اہل علم اور محققین کی ذمہ داریاں کم ہونے کی بجائے زیادہ ہو گئی ہیں اور اس امر کی اہمیت پہلے سے کہیں بڑھ گئی ہے کہ اس صورت حال کا حل نکالنے کے لئے سنجیدہ طریقے سے جدوجہد شروع کر دی جائے۔ ماضی قریب میں ہمسایہ برادر ملک افغانستان میں سیاسی عدم استحکام اور وسطی ایشیا میں آزاد اسلامی مملکتوں کے قیام نے اس مسئلے کی طرف متوجہ ہونے کی ضرورت کو اور بھی بڑھا دیا ہے کیونکہ اس نئی صورت حال کی وجہ سے ان ممالک سے ہزاروں مخطوطات پاکستان کے کتب فروشوں اور اہل علم و دانش کے پاس پہنچ گئے ہیں۔

ادارہ تحقیقات اسلامی کی اس ورکشاپ کو اس ہدف کے حصول کی خاطر بارش کا پہلا قطرہ قرار دیا جا سکتا ہے۔ ذیل میں اس مقصد کے حصول کے لئے چند تجاویز پیش کی جاتی ہیں۔

۱۔ حکومت پاکستان انٹکویٹی ایکٹ (Antiquity Act) کے طرز پر مخطوطات ایکٹ (Manuscripts Act) نافذ کرے۔

۲۔ اس مجوزہ ایکٹ کے تحت نیشنل لائبریری اسلام آباد یا ادارہ تحقیقات اسلامی کے ساتھ مخطوطات کا ایک شعبہ قائم کیا جائے۔

۳۔ پاکستان میں رہائش پذیر ہر شخص پر یہ لازم قرار دیا جائے کہ جس کسی کے پاس بھی کوئی مخطوطہ موجود ہو اس کی ایک عکسی کاپی اس شعبہ کو قیمتاً" یا ہدیتہ" دے دے۔

۴۔ اس شعبہ میں معقول مشاہروں پر علماء اور محققین کو مامور کیا جائے۔

۵۔ اس شعبہ کے زیر اہتمام کویت کے معہد المخطوطات العربیہ کے ماہنامہ اخبار التراث العربی کے طرز پر ایک رسالہ (ماہنامہ / سہ ماہی) جاری کیا جائے جس میں ان مخطوطات کے مندرجات اور دیگر پہلوؤں کے بارے میں معلومات جمع ہوں۔ اس جریدے میں مخطوطات سے متعلق عمومی مضامین بھی شائع کئے جا سکتے ہیں۔ اس کے تبادلے کے طور پر دنیا کی دوسری جامعات کے رسائل اور مخطوطات کے تحفظ کے ذمہ دار اداروں کے جرائد حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ اس تبادلے کی بدولت مخطوطات کے بارے میں عمومی آگاہی حاصل ہو گی۔

۶۔ اس شعبہ کے تحت حاصل شدہ مخطوطات کی فہرست (catalogue) شائع کی جائے جس کی ششماہی یا سالانہ طور پر تجدید کی جاتی رہے اور نئے حاصل کردہ مخطوطات کے بارے میں معلومات فراہم کرنے کو ایک مسلسل عمل بنایا جائے۔ اس فہرست کا دنیا کے دوسرے کتب خانوں کی فہارس کے ساتھ تبادلے کو معمول بنایا جائے۔

ذیل میں مخطوطات کی تسوید و تعلیق اور ان پر تحقیق کرنے کے لئے کچھ اصول پیش خدمت ہیں جو کہ ان کا ایک بہت ہی ابتدائی اور بنیادی خاکہ ہے۔

۱۔ کسی مخطوط پر کام کی ابتداء کرنے سے پہلے کوشش کی جائے کہ اس مخطوط کے زیادہ سے زیادہ نسخے حاصل کئے جائیں۔ اس مقصد کے لئے مختلف عالمی کتب خانوں کے فہارس کا مطالعہ کرنا چاہیے۔

۲۔ ان نسخوں میں جو سب سے زیادہ صاف اور واضح ہو' اس کو تحقیقی کاوش کے لئے منتخب کیا جائے۔

۳۔ مخطوط کے مصنف کے بارے میں تفصیلی معلومات کے لئے ایک تعارفی باب مخصوص کیا جائے جس میں مصنف کی زندگی اور اس کے علمی مقام کے بارے میں تفصیلات فراہم کی جائیں۔ مصنف کے بارے میں مخطوط کے اندر داخلی شہادت میسر آ سکتی ہے۔ اگر ایسی صورت نہ ہو تو حاجی خلیفہ (کاتب چلپی) کی کشف الظنون' خیرالدین الزرکلی کی الاعلام اور محمد صدیق حسن خان کی ابجد العلوم اور معاجم اور اس قسم کی دوسری کتابوں سے مدد لی جا سکتی ہے۔ مصنفین کے حالات زندگی اور دیگر تفصیلات کے بارے میں سمعانی کی کتاب الانساب' یاقوت الحموی کی معجم الادباء اور ابن خلکان کی وفیات الاعیان اور اس نہج پر دیگر مراجع و مصادر سے کام لیا جا سکتا ہے۔

۴۔ مخطوط کے متن کی تعلیق و تحقیق بے شک ایک صبر آزما اور مشکل کام ہے۔ ماہرین مخطوطات نے متن کے اندر قابل توضیح مقامات کی نشاندہی کے لئے مختلف علامات کا تعین کیا ہے۔ لیکن یہ طریقہ زیادہ مفید دکھائی نہیں دیتا۔ تجویز یہ ہے کہ متن کے اندر وضاحت طلب مقامات کی ترتیب کے ساتھ حاشیے میں توضیح کی جائے اور جہاں متن کی عبارت کو حل کرنا مشکل ہو یا اس کے اندر ابہام ہو' اس کا ذکر بھی حاشیے میں کیا جائے۔ جہاں عبارت نامکمل ہو یا جملوں کے درمیان انقطاع ہو تو عبارت کی تکمیل کے لئے یا انقطاع کو مناسب مواد سے پر کر کے مطلب خیز بنانے کے لئے دوسرے مراجع سے مدد لینی چاہیے اور اس کا ذکر بھی حاشیے میں کیا جانا چاہیے۔ متن کے اندر اگر رجال و اماکن مذکور ہیں تو ان کے بارے میں مناسب معلومات حاشیے میں فراہم کی جانی چاہئیں۔ رجال کے بارے میں تو کچھ مصادر و مراجع کا ذکر گزشتہ صفحات میں کیا گیا ہے۔ اماکن کے لئے ابن خرداذبہ کی کتاب المسالک والممالک' الاصطخری کی المسالک والممالک' ابن حوقل کی صورۃ الارض' اور یاقوت الحموی کی معجم البلدان کے علاوہ اسی موضوع پر بے شمار دیگر کتابوں سے استفادہ کیا جا سکتا ہے۔ رجال و اماکن کے لئے ثانوی مرجع کے طور پر ای جے برل کا شائع کردہ مشہور و معروف انگریزی انسائیکلوپیڈیا آف اسلام (تازہ ایڈیشن) یا اس کے متبادل کے طور پر پنجاب یونیورسٹی کے زیر اہتمام شائع شدہ اردو دائرہ معارف اسلامیہ سے مدد لی جا سکتی ہے۔ یہ موسوعات اگرچہ ثانوی ماخذ ہیں' لیکن اساسی منابع کی طرف رہنمائی کے لئے بے حد مفید ثابت ہوتی ہیں۔

اماکن کے لئے لی سٹرینج (LeStrange) کی کتاب The Lands of the Estern Caliphate جس کا اردو ترجمہ مقتدرہ قومی زبان نے "جغرافیہ خلافت مشرقی" کے نام سے شائع کیا ہے' معلومات کا انتہائی فائدہ مند ذریعہ ہے۔

۵۔ مخطوط میں مذکور آیات قرآنی' احادیث نبویہ اور اشعار کی تخریج حاشیے میں کی جانی چاہیے۔ متن کے اندر ان پر اعراب بھی لگائے جائیں تو بہتر ہوگا۔

۶۔ اگر عربی' فارسی یا کسی دوسری زبان کے مخطوط کا اردو زبان میں ترجمہ کرنا مطلوب ہے تو حواشی اردو ہی میں ہونے چاہیے۔ اردو ترجمہ یا تو مقابل صفحے پر پیش کیا جائے یا الگ حصے کے طور پر

۷۔ اصل مخطوط کے کچھ اوراق کا عکس تحقیق شدہ کاوش کے ساتھ منسلک کرنا چاہیے۔

آخر میں تجویز پیش کی جاتی ہے کہ ماہرین مخطوطات کی ایک مجلس تشکیل کر دی جائے تاکہ وہ مخطوطات کی تسوید اور تعلیق و تحقیق کے اصولوں کے لئے ایک یکساں منہج وضع کرے۔